روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 21-اپریل 2011ء 16 جمادی الاوّل 1432 ہجری 21 شہادت 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 90

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

دین کی راہ میں دو قسم کی تکلیفیں ہیں۔ایک تکالیف شرعیہ جیسا کہ نماز ہے اور روزہ ہے اور حج ہے اور زکوٰۃ ہے۔نماز کے واسطے انسان اپنے کاروبار کو ترک کرتا ہے اور ان کا ہرج بھی کر کے (بیت الذکر) میں جاتا ہے۔سردی کے موسم میں پچھلی رات اٹھتا ہے۔ماہ رمضان میں دن بھر کی بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے۔حج میں سفر کی صعوبتیں اٹھاتا ہے۔زکوٰۃ میں اپنی محنت کی کمائی دوسروں کے سپرد کر دیتا ہے۔یہ سب تکالیف شرعیہ ہیں۔اور انسان کے واسطے موجب ثواب ہیں۔اس کا قدم خدا کی طرف بڑھاتی ہیں لیکن ان سب میں انسان کو ایک وسعت دی گئی ہے اور وہ اپنے آرام کی راہ تلاش کر لیتا ہے۔جاڑے کے موسم میں وضو کے واسطے پانی گرم کر لیتا ہے۔بہ سبب علالت کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لیتا ہے۔رمضان میں سحری میں اٹھ کر خوب کھانا کھالیتا ہے۔بلکہ بعض لوگ ماہ صیام میں معمول سے بھی زیادہ خرچ کھانے پینے پر کر لیتے ہیں۔غرض ان تکالیف شرعیہ میں کچھ نہ کچھ آرام کی صورت ساتھ ساتھ انسان نکالتا رہتا ہے۔اس واسطے اس سے پورے طور پر صفائی نہیں ہوتی اور منازل سلوک جلدی سے طے نہیں ہو سکتے۔

لیکن تکالیف سماوی جو آسمان سے اترتی ہیں ان میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا اور بہرحال برداشت کرنی پڑتی ہیں۔اس واسطے ان کے ذریعہ سے انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

ہر دو قسم کی تکلیف شرعی اور سماوی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔

1۔تکالیف شرعی کے متعلق پہلے سیپارہ میں فرمایا ہے الم ذٰلک الکتاب ......(البقرہ:2`3) یعنی مومن وہ ہے جو خدا تعالیٰ پر غیب سے ایمان لاتے ہیں۔اپنی نماز کو کھڑا کرتے ہیں۔یعنی صدہا وساوس آکر دل کو اور طرف پھیر دیتے ہیں۔مگر وہ بار بار خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کر کے اپنی نماز کو جو بہ سبب وساوس کے گرتی رہتی ہے بار بار کھڑا کرتے رہتے ہیں خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔یہ تکالیف شرعیہ ہیں مگر ان پر پورے طور سے بھروسہ حصول ثواب کا نہیں ہو سکتا۔کیونکہ بہت سی باتوں میں انسان غفلت کرتا ہے اکثر نماز کی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو کر صرف پوست کو ادا کرتے ہیں۔

2۔اس واسطے انسانی مدارج کی ترقی کے واسطے سماوی تکالیف بھی رکھی گئی ہیں ان کا ذکر بھی خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔جہاں فرمایا ہے ولنبلونکم بشیء ...... (البقرہ:156 تا 158) یہ وہ مصائب ہیں جو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے ڈالتا ہے۔یہ ایک آزمائش ہے جس میں کبھی تو انسان پر ایک بھارے درجہ کا ڈر لاحق ہوتا ہے۔وہ ہر وقت اس خوف میں ہوتا ہے کہ شاید اب معاملہ بالکل بگڑ جائے گا۔کبھی فقر وفاقہ شامل حال ہو جاتا ہے۔ہر ایک امر میں انسان کا گزارہ بہت تنگی سے ہونے لگتا ہے۔کبھی مال میں نقصان نمودار ہوتا ہے۔تجارت اور دکانداری بگڑ جاتی ہے یا چور لے جاتے ہیں۔کبھی ثمرات میں نقصان ہوتا ہے یعنی پھل خراب ہو جاتے ہیں۔کھیتی ضائع ہو جاتی ہے یا اولاد عزیز مر جاتی ہے۔محاورہ عرب میں اولاد کو بھی ثمر کہتے ہیں۔اولاد کا فتنہ بھی بہت سخت ہوتا ہے۔اکثر لوگ مجھے گھبرا کر خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ میری اولاد ہو۔اولاد کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ بعض نادان اولاد کے مر جانے کے سبب دہریہ ہو جاتے ہیں۔بعض جگہ اولاد انسان کو ایسی عزیز ہوتی ہے کہ وہ اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا شریک بن جاتی ہے۔بعض لوگ اولاد کے سبب سے دہریہ ٗ ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں۔بعضوں کے بیٹے عیسائی بن جاتے ہیں تو وہ بھی اولاد کی خاطر عیسائی ہو جاتے ہیں۔بعض بچے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں تو وہ ماں باپ کے واسطے سلب ایمان کا موجب ہو جاتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔جب کسی پر صدمہ سخت ہو اور وہ صبر کرے تو جتنا صدمہ ہوا اتنا ہی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ رحیم ٗ غفور اور ستار ہے۔وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اٹھا کر دین سے الگ ہو جائے۔بلکہ تکالیف اس واسطے آتی ہیں کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔صوفیاء کا قول ہے کہ ابتلاء کے وقت فاسق آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے لیکن صالح آدمی اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 414)

گھر میں تہجد

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی تھی اور میری دونوں ٹانگیں آپ کے قبلہ رخ ہوتی تھیں جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے اور میں اپنی ٹانگوں کو سکیڑ لیتی اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو میں ٹانگیں پھیلا دیتی اور ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التطوع خلف المرءۃ حدیث نمبر 483:)

داخلہ جامعہ احمدیہ ربوہ

1۔ امیدوار کا کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

2۔ داخلہ میٹرک/ ایف اے کے نتیجہ کے بعد ہوگا تاہم نتیجہ نکلنے سے قبل درخواست بھجوا دی جائے۔

3۔ میٹرک پاس کیلئے عمر کی حد 17 سال اور ایف اے پاس کے لئے 19 سال ہے۔

4۔ امیدوار اپنی درخواست سادہ کاغذ پر اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بنام وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھجوائے۔

5۔ درخواست میں امیدوار اپنا نام، ولدیت ،تاریخ پیدائش، تعلیم (میٹرک/ ایف اے) مکمل پتہ ،تصویر پاسپورٹ سائز اور اگر واقف نو ہے تو حوالہ نمبر ضرور تحریر کرے۔

6۔ درخواست پر امیدوار کے والد/ والدہ سرپرست کے دستخط ہونے بھی ضروری ہیں۔

7۔ درخواست مکرم امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کی تصدیق اور سفارش کروانے کے بعد بھجوائیں۔

8۔ داخلہ کیلئے امیدوار کا تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں پاس ہونا ضروری ہے۔جس کی تاریخ کا اعلان ہو جائے گا۔

9۔ امیدوار کی طبی رپورٹ کا تسلی بخش ہونا بھی ضروری ہے۔

10۔ مزید معلومات کیلئے فون نمبر 047-6211082 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

(وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ)

سوئمنگ پول کا آغاز

امسال سوئمنگ پول ربوہ کا آغاز مورخہ 23/ اپریل 2011ء کو بعد نماز عصر ہو رہا ہے۔کسی بھی ناصر، خادم اور طفل کو مقررہ فارم پر کئے بغیر سوئمنگ کی اجازت نہ ہوگی۔ممبر شپ فارم دفتر سوئمنگ پول سے کسی بھی وقت حاصل کئے جا سکتے ہیں۔احباب اس سہولت سے بھرپور استفادہ کریں۔

(مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مشعل راہ

مضطر اور بے قرار دل کی دعا قبول ہوتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 28 نومبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

ہمارا خدا تو وہ خدا ہے جو صمد ہے، بہت اونچی شان والا ہے، بہت طاقتوں کا مالک خدا ہے، وہ مضبوط سہارا ہے جس کے ساتھ جب کوئی چمٹ جائے تو وہ اس کی پناہ بن جاتا ہے۔ وہ ایسا سہارا ہے جو اپنے ساتھ چمٹانے کے لئے، ہمیں محفوظ کرنے کے لئے ہمیں آوازیں دے رہا ہے کہ میرے بندو خالص ہو کر میرے پاس آؤ، میری پناہ گاہ میں پناہ لو، دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ تو جب ہمارا خدا، ہمارا پیارا خدا ہمیں اتنی یقین دہانیاں کروا رہا ہے تو پھر ہم کس طرح اس سے مانگنے، اس کی طرف جھکنے، اس سے دعا کرنے کے مضمون کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو تو جماعتی اور دنیا کے حالات کو دیکھتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے، کہہ دیا ہے کہ میں مضطر کی دعا کو سنتا ہوں، بے قرار دل کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ اس لحاظ سے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے اور یہ ہمارے لئے ہی ہے کہ مضطر کا مطلب صرف بے قرار ہی نہیں ہے بلکہ ایسا شخص ہے جس کے سب راستے کٹ گئے ہوں۔ تو اس وقت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے کوئی دنیاوی واسطے اور راستے نہیں ہیں۔ اس معاشرہ میں رہتے ہیں اس لئے جب تنگیاں آتی ہیں تو جو بھی متعلقہ حکام ہوتے ہیں اور مختلف ذرائع ہیں ان کو آگاہ ہم ضرور کرتے ہیں لیکن کبھی ان کو خدا نہیں بناتے۔ کیونکہ ہمیں تو ہمارے خدا نے، ہمارے زندہ خدا نے یہ بتا دیا ہے کہ جب بھی تمہیں میری ضرورت ہو بلکہ ہر وقت جب تم امن کی حالت میں ہو، بظاہر امن کی حالت میں بھی ہو، اس یقین کے ساتھ مجھے پکارو کہ میں بے سہاروں کا سہارا ہوں، ان کی دعائیں سنتا ہوں تو تم مجھے ہمیشہ اپنی مدد کے لئے اپنے سامنے پاؤ گے۔ لیکن یہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ اس اضطرار کے ساتھ دعائیں ہو رہی ہیں کہ زبان حال بھی کہہ رہی ہو کہ: حیلے سب جاتے رہے حضرت تواب ہے۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ تمہاری تکلیفیں کس طرح دور کرتا ہے.......... لیکن صرف رونا یا گڑگڑانا ہی کافی نہیں بلکہ جیسا کہ فرمایا، ایک اضطراب اور اضطرار ہونا چاہئے، یہ یقین ہونا چاہئے کہ سب طاقتوں کا سرچشمہ صرف خدا کی ذات ہے۔ اور زمینی حملے ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اگر ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے امن یجیب (۔)۔ پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کر سکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے‘‘۔

(ایام الصلح صفحہ 30)

پھر آپ نے فرمایا:

’’کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں، وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا‘‘۔ (دافع البلاء صفحہ 11)

(روزنامہ الفضل 16 مارچ 2004ء)

بے شمار دیتے ہیں

کبھی حضور میں اپنے جو بار دیتے ہیں
ہوا و حرص کی دنیا کو مار دیتے ہیں

وہ عاشقوں کے لئے بیقرار ہیں خود بھی
وہ بے قرار دلوں کو قرار دیتے ہیں

کسی کا قرض نہیں رکھتے اپنے سر پر وہ
جو ایک دے انہیں اس کو ہزار دیتے ہیں

عطا و بخشش و انعام کی کوئی حد ہے
جسے بھی دیتے ہیں وہ بیشمار دیتے ہیں

جو ان کے واسطے ادنیٰ سا کام کرتا ہے
وہ دین و دنیا کو اس کی سدھار دیتے ہیں

جو دن میں آہ بھرے ان کی یاد میں اک بار
وہ رات پہلو میں اس کے گزار دیتے ہیں

بگاڑ لے کوئی ان کے لئے جو دنیا سے
وہ سات پشت کو اس کی سنوار دیتے ہیں

وہ جیتنے پہ ہوں مائل تو عاشقِ صادق
خوشی سے جان کی بازی بھی ہار دیتے ہیں

وہی فلک پہ چمکتے ہیں بن کے شمس و قمر
جو در پہ یار کے عمریں گزار دیتے ہیں

وہ ایک آہ سے بیتاب ہو کے آتے ہیں
ہم اک نگاہ پہ سو جان ہار دیتے ہیں

جو تیرے عشق میں دل کو لگے ہیں زخم اے جاں
اِدھر تو دیکھ وہ کیسی بہار دیتے ہیں

کلام محمود

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ہتک قرآن کر کے کروڑوں دلوں کو مجروح کرنے والے پادری

ٹیری جونز کے نام کھلا خط

عبدالسمیع خان

ٹیری جونز! تم نے 21 مارچ 2011ء کو امریکہ میں قرآن کریم کو جلایا۔تم نے قرآن کریم کا تو کوئی نقصان نہیں کیا کیونکہ وہ خدائے قادر کی حفاظت میں ہے۔ ہاں تم نے لاکھوں کروڑوں سینوں کو جلا دیا۔تم نے ان کے دلوں پر وہ چرکہ لگایا ہے جس کا کوئی مداوانہیں۔

کیا دنیا کے قوانین اور ہتک عزت کے قواعد کے تابع کروڑوں انسانوں کے جذبات کے خون کا بدلہ خون نہیں۔ کیا امریکہ میں لوگ معمولی لڑائیوں پر ایک دوسرے کوقتل نہیں کر دیتے۔کیا ذرا ذرا سی خانگی لڑائی پر میاں بیوی ایک دوسرے پر سخت تشدد نہیں کرتے اور بہت سے ایک دوسرے کو مار نہیں دیتے۔ پھر کروڑوں جذبات کا خون کرنے کے بعد کونسی چیز تمہارا خون کرنے میں مانع ہے۔قرآن اور صرف قرآن۔ یہ قرآن کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں تمہاری زندگی بخش دی ہے۔اس نے اپنے ماننے والوں کو یہی تعلیم دی ہے کہ وہ عفو اور درگزر کو اپنا شعار بنائیں۔سخت جانی دشمنوں پر بھی احسان کریں۔ برائی کا بدلہ نیکی سے دیں اور کبھی جذبات بے قابو ہونے لگیں تو قانون کو ہاتھ میں نہ لیں اور بدلہ لیتے ہوئے بھی انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں۔

تم نے قرآن جلانے سے پہلے اپنے حمایتی انتہا پسندوں کی عدالت لگائی۔خود ہی وکیل خود ہی گواہ اور خود ہی جج بن گئے اور انصاف کے منہ پر تھپڑ مارا۔کیا یہی تمہاری اور تمہاری قوم کی روایت نہیں۔تم ساری دنیا میں انسانی حقوق کے چیمپئن بنتے ہو۔ پہلے خود ہی حکمرانوں کو بعض ناجائز حرکتوں کی ترغیب دیتے ہو اور جب وہ تمہارے بھرے میں آجاتے ہیں تو ان کے خلاف توپیں اور ٹینک اور میزائل لے کر کھڑے ہو جاتے ہو اور ان کی دولت لوٹتے ہو۔ان کی زمینوں کو بنجر کر دیتے ہو پھر کہتے ہو قرآن دہشت گردی کا سبق دیتا ہے۔

کیا جاپان پر 2 ایٹم بم پھینکنے کا مشورہ قرآن نے دیا تھا جس سے آج تک اپاہج بچے پیدا ہو رہے ہیں اور لاکھوں انسان آن کی آن میں جل مرے۔ جاپانیوں نے اس واقعہ سے سبق حاصل کیا اور ایٹم بم کے خلاف کھڑے ہو گئے مگر تم ہلاکت اور بربادی کے ان نشانوں کو مزید ترقی دے رہے ہو اور اب بھی تمہارے ہزاروں ایٹم بم انسان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے تیار ہیں۔

انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کے مطابق 2008ء میں دنیا میں کل 32 تا 40 ہزار ایٹم بم تھے جن میں سے 17 ہزار صرف امریکہ نے ذخیرہ کر رکھے ہیں۔ نیوٹران بم، ہائیڈروجن بم اور کوبالٹ بم اور دیگر روایتی اسلحہ اس کے علاوہ ہے۔

امریکہ کا یہ اسلحہ یقیناً اسی دنیا کے خلاف استعمال ہوتا ہے اور دہشت گردی کا الزام تم قرآن پر لگاتے ہو۔

دنیا کی بڑی بڑی جنگی معیشتوں کا جائزہ لیا جائے تو اول نمبر پر امریکہ ہے سالانہ ایک ٹریلین ڈالر سے زیادہ جنگی امور پر خرچ کر رہا ہے اور دیگر ملکوں کو بھی اس دوڑ میں شریک کیا ہوا ہے اور تیسری دنیا کے پسماندہ ممالک بھی اربوں ڈالر میں اس اسلحہ کے خریدار ہیں۔ امریکہ ہر سال صرف ہتھیاروں کی فروخت سے 74 ارب 54 کروڑ ڈالر کماتا ہے۔

امریکہ کی فوج کا بھی تو جائزہ لو جس کی تعداد 28 لاکھ 48 ہزار ہے۔سابق اور رضا کار فوجی اس کے علاوہ ہیں۔ کیا طرفہ تماشا ہے کہ یہ سب تو امن کے داعی ہیں اور قرآن نعوذ باللہ دنیا میں فساد پھیلا رہا ہے جو رب العالمین اور رحمۃ للعالمین کے پیغام سے معمور ہے۔

پچھلے 4 سو سال میں یورپ میں جنگوں کی تفصیل مغرب ہی کے ایک عالم ایرک فرام نے اپنی کتاب The Anatomy of Destructiveness میں دی ہے اس کے مطابق 2659 جنگیں ہوئیں۔ جن میں 1800ء تا 1899ء 251 اور 1900ء تا 1940ء۔ 892 جنگیں ہوئیں جن میں کروڑوں افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے کیا یہ سب قرآن حکیم کی تعمیل میں تھا۔ یہ سب جنگیں عیسائیوں کے مابین ہوئی تھیں۔

قرآن نے تو جنگی قیدیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا اور مسلمانوں نے کسی جنگی قیدی کو ناجائز تکلیف نہیں پہنچائی۔ کسی جنگی قیدی کو سوائے اکا دکا شدید مجرموں کے قتل نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ مہمانوں کا سلوک روا رکھا گیا کسی کی رسیاں سختی سے باندھنے کی وجہ سے کراہوں کی آواز آ رہی تھی تو سب کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئیں یہی وجہ تھی کہ اسلامی غزوات کے اکثر جنگی قیدی جلد یا بدیر مسلمان ہو گئے۔ سر ولیم میور کا بیان ہی پڑھ لو۔

’’محمد (ﷺ) کی ہدایت کے ماتحت انصار و مہاجرین نے کفار کے قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا؛ چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادت تاریخ میں ان الفاظ میں مذکور ہے کہ خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا وہ ہم کو سوار کرتے تھے اور آپ پیدل چلتے تھے۔ ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور آپ صرف کھجوریں کھا کر پڑ رہتے تھے۔ اس لئے (میور صاحب لکھتے ہیں) ہم کو یہ معلوم کر کے تعجب نہ کرنا چاہئے کہ بعض قیدی اس نیک سلوک کے اثر کے نیچے مسلمان ہو گئے اور ایسے لوگوں کو فوراً آزاد کر دیا گیا ...... جو قیدی اسلام نہیں لائے ان پر بھی اس نیک سلوک کا بہت اچھا اثر تھا‘‘۔

Life of Mahomat by Sir William Muir 1978 Page 242 London.

فتح مکہ سے قبل 13 سال مسلمان دشمنوں کے شدید مظالم کا شکار رہے اور ایک دن آیا کہ وہ سارے دشمن مسلمانوں کے قدموں میں تھے۔

اگر محمد ﷺ خدا کے رسول نہ ہوتے اور ایک عام بادشاہ اور ہوس گیر ہوتے تو کیا اب وقت نہیں تھا کہ مسلمان خونخوار فطرت کا اظہار کرتے وہ سب جو مظلوموں کے سینوں پر چڑھ کر ناچا کرتے تھے آج انہیں ناکوں چنے چبوائے جاتے۔ وہ جو بے کسوں کو تپتی ریت پر گھسیٹا کرتے تھے۔ آج انہیں بھی اس کا مزہ چکھایا جاتا۔ وہ انسانیت کے دشمن جو ہر اخلاقی قدر کھو بیٹھے تھے ان کی بوٹیاں نوچ کر اگر کووں اور چیلوں کو کھلا دی جاتیں تب بھی بجا ہوتا۔ کیونکہ فاتحین کی تاریخ اسی قسم کے کارناموں سے رنگین ہوتی ہے۔ ندیاں خون سے لالہ زار ہوتی ہیں اور کھوپڑیوں کے مینار سجائے جاتے ہیں مگر یہاں تو عام معافی کا اعلان نامہ ہے۔ مشہور مستشرق سٹینلے لین پول فتح مکہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

’’جس دن محمد ﷺ کو اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی وہی دن آپؐ کی اپنے نفس پر فتح حاصل کرنے کا دن تھا۔ قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دیئے تھے اور بے رحمانہ تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپؐ پر ڈالی تھی۔ آپؐ نے کشادہ دلی کے ساتھ ان تمام باتوں سے درگزر کی اور مکہ کے تمام باشندوں کو ایک عام معافی نامہ دے دیا‘‘۔

Speeches and table-talk of the prophet Mohammad by stanley lane-poole. Introduction 1882 London.

دوسری طرف اپنی حرکتیں تو دیکھو تم ہوس ملک گیری میں مبتلا ہو۔ بہانے بنا کر قوموں پر حملے کرتے ہو ان کی حکومتیں بدلتے ہو۔ ان کو قیدی بناتے ہو اور ان کے ساتھ غلاموں بلکہ جانوروں کا سا سلوک کرتے ہو۔ حال ہی میں افغان قیدی عراقی قیدی اور گوانتا ناموبے جیل میں ان کے ساتھ سلوک کی جو شرمناک مثالیں تمہارے میڈیا نے دی ہیں وہ نہایت شرمناک ہیں پھر بھی قرآن پر الزام لگانے سے باز نہیں آتے۔ کچھ تو شرم کرو۔

تاریخ کے ماہرین کہتے ہیں:۔

دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جو سی آئی اے کے شر سے بچ سکا ہو۔ ترقی یافتہ یورپین ممالک سے لے کر لاطینی امریکہ کے چھوٹے بڑے سبھی ممالک اس کی زد میں آتے رہے ہیں۔ بعض کارنامے درج ذیل ہیں۔

☆جون 1942ء میں جرمنی کے خلاف مزاحمتی گروپوں کو منظّم کیا گیا۔

☆اگست 1953ء میں ایرانی وزیراعظم محمد مصدق کا تختہ الٹا گیا۔

☆جون 1954ء گوئٹے مالا کے صدر کو ہٹایا گیا۔

☆1958ء میں انڈونیشیا کے صدر سائیکارنو کے خلاف بغاوت منظّم کی گئی۔

☆اپریل 1961ء کیوبا کے خلاف سازشیں کی گئیں۔

☆مئی 1961ء ڈومینکا کے صدر کو قتل کرایا گیا۔

☆1962ء ویت نام کے خلاف جنگ شروع کی گئی۔

☆1973ء چلی کے صدر کو معزول کرایا گیا۔

☆1980ء افغانستان میں طویل کارروائی کا آغاز۔ جسے 2001ء میں دوبارہ جاری کیا گیا۔

☆1981ء نکاراگوا کے باغیوں کو تربیت دی گئی۔

☆1995ء عراق کے خلاف بغاوت منظّم کی گئی۔ جسے 2003ء میں دوبارہ منظّم کیا گیا۔

☆1998ء افریقہ کے کئی ملکوں میں بدامنی پھیلائی گئی۔

قرآن تو سب دشمن قوموں کو بھی قدر مشترک پر اتحاد کی تعلیم دیتا ہے۔ اب بتاؤ دہشت گرد کون ہے۔

قرآن تو غلام بنانے کی ممانعت کرتا ہے۔ سابقہ غلاموں کی آزادی کی تعلیم دیتا ہے اور ایسے اعلیٰ اخلاق دکھانے کی تعلیم دیتا ہے کہ غلام آزادی کے بعد بھی اپنے محسن آقاؤں کا دامن چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام زید کو آزاد کر دیا مگر اس نے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور یہی ریت قریباً سب سابقہ غلاموں کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے 63 غلام خرید کر آزاد کئے۔ آپ کے مقرب ساتھیوں اور صحابہؓ نے جو غلام آزاد کئے ان کی فہرست دیکھو۔

حضرت عائشہؓ نے 67 غلام آزاد کئے۔ حضرت عباسؓ نے 70 غلام آزاد کئے۔ حکیم بن حزامؓ نے 100 غلام آزاد کئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے 1000 غلام آزاد کئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے 3 ہزار غلام آزاد کئے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ نے 20 ہزار غلام آزاد کئے۔ حضرت ذوالکلاع الحمیریؓ نے 8 ہزار غلام آزاد کئے۔

کل میزان 32 ہزار 320

امریکہ نے دنیا میں غلامی کو رواج دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے وہ غلامی جس کا آغاز برطانیہ میں 1630ء میں ہوا تھا اس نے امریکہ میں نہایت بھیانک زندگی کا سامنا کیا۔

تاریخ کے مطابق امریکہ میں پہلا غلام جیمز ٹاؤن ورجینیا میں 1619ء میں فروخت ہوا اور پھر غلاموں اور ریڈ انڈینز پر جس طرح سینکڑوں سال ظلم وستم ڈھائے گئے شاید فرعون کا ریکارڈ بھی اس کے سامنے بے بس نظر آتا ہے۔ ان سے صدیوں بیگار لی گئی اور انسانیت کی جس طرح تذلیل کی گئی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

کیا اب بھی تم قرآن کو دوش دو گے۔

ٹیری جونز! قرآن تو وہ کتاب ہے جو تمام پیشوایان مذاہب کی تعظیم کی تعلیم دیتا ہے۔ تمام نبیوں کی حرمت قائم کرتا ہے۔ اگر قرآن یسوع مسیح کی پاکیزگی بیان نہ کرتا تو دنیا کے لئے انہیں سچا اور پاکباز نبی تسلیم کرنے کا کوئی ثبوت نہ تھا کیونکہ یہود کے الزامات نے ان کا دامن داغدار کر رکھا تھا۔ پس جس یسوع مسیح کے نام پر تم قرآن کی بے حرمتی کر رہے ہو وہی قرآن ہے جو مسیح کو خدا کے پیاروں میں داخل کرتا ہے اور الزام لگانے والے یہودیوں کو لعنتی قرار دیتا ہے۔

یہ قرآن ہی ہے جس نے صدیوں سے برسرپیکار عربوں کو اکٹھا کیا۔ انہیں محبت کے رشتوں میں باندھا۔ جو معمولی تلخی پر اور گھوڑا آگے بڑھانے پر سالوں خون بہاتے تھے وہ دوستی کے نئے ریکارڈ قائم کرنے لگے۔

عیسائیوں نے صدیوں عیسائیوں پر جو مظالم روا رکھے وہ آج بھی چلّو بھر پانی میں ڈبونے کے لئے کافی ہیں۔ پھر سپین سے مسلمانوں کے اخراج کے بعد جو قیامت خیز مظالم ڈھائے گئے ان سے روح فنا ہونے لگتی ہے۔ مسلمانوں کی تو ساری تاریخ غیر مسلموں کے ساتھ امن، رواداری اور صلح پر مبنی ہے تبھی تو غیر خواہش کرتے تھے کہ مسلمان ان پر حکمرانی کریں۔

قرآن نے دنیا کو تہذیب سکھائی۔ حیوانوں کو انسان بنایا اور انسانوں کو باخدا اور پھر خدا نما بنایا۔ تحت الثریٰ میں گرے ہوئے لوگوں کو ہمدوش ثریا کر دیا۔

قرآن نے ابن آدم کو اعلیٰ اخلاق سکھائے۔ نچلے درجہ سے لے کر مکارم اخلاق کی تعلیم دی۔ لاکھوں انسان ایسے پیدا کئے جو اپنے زمانہ میں تقدیس اور عظمت کی معراج تھے۔

قرآن کی بدولت مسلمانوں نے دنیا کو نئے علوم سے روشناس کرایا۔ یہ تمام سائنسی ایجادیں جن پر تم فخر کر رہے ہو ان کی بنیادیں مسلمانوں کے ہاتھوں ڈالی گئیں۔ سائنسی ترقیات کی فلک بوس عمارتوں کی پہلی اینٹ مسلمانوں نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور قرآن کی روشنی میں رکھی۔

آج تم قرآن کے مرہون احسان ہونے کی بجائے اسے جلاتے اور اس کی بے حرمتی کرتے ہو۔ کاش تمہیں عقل اور فراست نصیب ہو۔ ہم تو قرآن کی تعلیم کے مطابق تم سے پھر بھی ہمدردی ہی رکھتے ہیں۔ خدا کے غضب سے ڈرو جس کے حضور تم نے پیش ہونا ہے۔ وہ خدا کا مقدس کلام ہے جس کے ساتھ لاکھوں فرشتے حفاظت پر معمور ہیں۔ اسی نے یہ پیشگوئی بھی کر رکھی ہے کہ قرآن کی توہین کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر خدا کی طرف سے شہاب ثاقب ان کو ملیا میٹ کرنے کے لئے موجود ہوں گے۔ یہ شہاب آسمانی عذاب بھی ہو سکتے ہیں اور خدا کے وہ پاک بندے بھی جو خدا کی طرف سے قرآن کی خدمت پر مقرر ہیں۔

پس ہمارا کام تو تمہیں سمجھانا تھا۔ کاش تمہیں ہدایت نصیب ہو۔

یہ درست ہے کہ امریکہ کے سارے لوگ قرآن کی توہین نہیں کرتے۔ بہت کثرت سے وہ بھی ہیں جو قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ دیکھتے ہیں ان کے اقوال کو حرز جان بناتے ہیں ان کے کلام میں جو سائنسی سچائیاں مضمر ہیں ان کی تصدیق اور تائید کرتے ہیں۔

یہ سب لوگ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں خدا کی رحمت کے سزاوار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی راہوں پر چلاتا رہے۔

اختلاف رائے کرنا ہر ایک کا حق ہے مگر اس کو ظلم اور تعدی اور فساد کے مقام پر پہنچا دینا یہ ظالموں اور بے راہروں کا وطیرہ ہے۔ تم قرآن پر جائز اور باعزت طریق سے اعتراض کرو ہم اس کا جواب دینے کے لئے حاضر ہیں مگر تم نے جو آگ لگانے کا طریق اختیار کیا ہے یہ تو دنیا میں نئے فساد کو جنم دے گا۔ کیا ہر مذہب کے لوگ دوسروں کی مقدس کتب جلانی شروع کر دیں۔ قرآن کو انتہا پسندی کا الزام دیتے ہو مگر خود ظلمت و عصیان میں حد سے آگے نکل رہے ہو۔

خدا تمہیں مزید ظلم سے بچائے رکھے اور تمہیں سچائی دیکھنے اور قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ظاہری پاکیزگی اندرونی پاکیزگی کی علامت ہے

اہل ربوہ کو مادی اور روحانی پاکیزگی کے لئے ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خطبہ جمعہ یکم نومبر 1968ء میں فرمایا:۔

میں چند باتیں اہل ربوہ کو کہنا چاہتا ہوں اول یہ کہ وہ اپنے نفوس اپنے گھروں اور اپنے ماحول کو ظاہری نہیں مادی طور پر پاکیزہ بنانے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہاں بہت کم لوگ ہیں جن کے کپڑے گندے نظر آتے ہیں گو یہاں ایسے لوگ ضرور ہیں جو گندے رہتے ہیں لیکن لائلپور، لاہور، سرگودھا اور کراچی وغیرہ شہروں کے مقابلہ میں جہاں بڑی کثرت سے گندے کپڑوں والے لوگ پھر رہے ہوتے ہیں یہاں ان کی تعداد بہت کم ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن یہاں ایک آدمی بھی گندے کپڑوں میں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ (دین) نے ہمیں گندا رہنا سکھایا ہی نہیں اور ایسے لوگوں کو بڑے پیار سے کہنا چاہئے کہ اپنے کپڑے دھوؤ ہر آدمی خود اپنے کپڑے دھو سکتا ہے اس میں کوئی دقت نہیں صرف خیال اور توجہ کی کمی ہے ایک جرمن یہاں رہے ہیں بعد میں تو ان پر کچھ ابتلا بھی آیا تھا لیکن جب وہ یہاں تھے مجھے کسی نے بتایا کہ وہ روزانہ رات کو رات کا لباس پہنتے تھے تو دن کے پہننے والے کپڑے دھو لیتے تھے اگر کپڑے روزانہ دھوئے جائیں تو شاید صابن کی بھی ضرورت نہ پڑے یا اگر ضرورت پڑے بھی تو بہت کم صابن کی ضرورت ہو۔

پھر گھر صاف ہونا چاہئے گھر کا جو ماتھا ہے وہ صاف ہونا چاہئے جس طرح ہمارے چہرہ پر نجاست لگی ہوئی ہو تو دیکھنے والے اسے پسند نہیں کریں گے اور نہ آپ اس کو پسند کریں اسی طرح آپ کے گھر کا جو فرنٹ ہے اس کا جو چہرہ (ماتھا) ہے وہ بھی آپ ہی کا چہرہ ہے اسے صاف رکھنا چاہئے بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ گھر کے اندرونے حصہ کو صاف کرتے ہیں تو کوڑا کرکٹ عین دروازہ کے سامنے پھینک دیتے ہیں۔ کوڑا کرکٹ پھینکنے کے لئے اگر کوئی انتظام نہیں تو وہ ہونا چاہئے اور اگر ہے تو گند اسی جگہ پھینکنا چاہئے جہاں ایسا کرنے کے لئے انتظام کیا گیا ہے اور اگر پہلے سے کوئی انتظام موجود نہیں تو جماعتی نظام کو یا دوسرے جو نظام ہیں ان کو اس طرف متوجہ کرنا چاہئے اور کہنا چاہئے کہ ایسا انتظام کرو کہ ہماری گلیوں میں گندگی نہ ہو۔

پھر گلیوں کی نالیاں بھی صاف رکھنی چاہئیں پھر صرف ظاہری پاکیزگی ہی اصل چیز نہیں بلکہ یہ تو ایک علامت ہے ایک ذریعہ ہے اندرونی پاکیزگی کا اس لئے دل کے خیالات پاک ہونے چاہئیں آنکھیں پاک ہونی چاہئیں یعنی انسان بدنظر نہ ہو پھر زبان پاک ہونی چاہئے۔

ہمارے ہاں یہ مسئلہ ضرور ہے کہ ہر سال بہت سے خاندان یہاں آ کر آباد ہو جاتے ہیں ان خاندانوں کے بچے اپنے ساتھ اچھی عادتیں بھی لاتے ہیں اور بری عادتیں بھی لاتے ہیں مثلاً زمیندار ہیں گو ان میں سے ایک حصہ کو ذکر الٰہی کی عادت ہوتی ہے گالیوں کی عادت نہیں ہوتی لیکن بعض ایسے خاندان بھی ہوں گے جو اس لحاظ سے پاک نہیں ہوں گے کہ ان کے بچوں کی زبان پاکیزہ نہیں ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی زبان کو پاک کریں اور پاک رکھیں ان کی ڈیوٹی نہیں کہ ہمارے بچوں کی زبانیں گندی کر دیں منتظمین کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے بلکہ ہر احمدی جو یہاں رہتا ہے اس کا فرض ہے کہ جب اس کے کان میں کوئی گندی بات پڑے مثلاً کسی بچے نے گالی دی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے اور اس گالی سے منع کرے لیکن آرام سے اور پیار سے منع کرے ڈانٹنے کی ضرورت نہیں وہ اسے سمجھائے کہ ربوہ میں گالیاں نہیں دینی چاہئیں اگر ایک بچہ کو گالیاں دینے کی عادت ہے اور جب بھی وہ گھر سے باہر نکلتا ہے اس کی زبان سے گند نکلتا ہے تو پچاس ہو، یا ڈیڑھ سو دفعہ جتنے بھی وہ مواقع اصلاح کے پیدا کرتا ہے پاس سے گذرنے والے بھائی کو اسے سمجھانا چاہئے اور کہنا چاہئے دیکھو یہاں ربوہ میں گالی نہیں دینی چاہئے گالی دینا تو ہر .... کے لئے بری بات ہے لیکن یہ ربوہ ہے یہاں احمدی بستے ہیں یہاں بہت احتیاط کی ضرورت ہے اس طرح دو چار دن میں اسے سمجھ آ جائے گی لیکن اگر آپ کے کان میں گالی کی آواز پڑے اور آپ چپ کر کے آگے چلے جائیں اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوں تو آپ گنہ گار ہیں کیونکہ آپ کا فرض تھا کہ آپ اس بچے کی اصلاح کرتے جیسے وہ اپنے والدین کا بچہ ہے ویسے ہی وہ آپ کا بھی روحانی بچہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے چپیڑ مارنے سے اصلاح نہیں ہوگی اور خصوصاً بچے کی اصلاح نہیں ہوگی ہاں ایک عمر ایسی بھی آتی ہے جب چپیڑ مارنے کی اجازت ہوتی ہے مثلاً نماز ہے اس کے لئے ایسی عمر دس سال بتائی گئی ہے دس سال سے پہلے چپیڑ مارنے کی اجازت نہیں لیکن دس سال کی عمر کے بعد اگر کوئی بچہ نماز میں سستی کرتا ہے تو اس کا والد یا سرپرست اس کو دو چار چپیڑیں مار دیتا ہے، ڈانٹتا ہے یا دھمکی دیتا ہے تو یہ جائز ہے لیکن عام طور پر ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ اگر بچے کو چپیڑ مارنے کی ضرورت ہوتی تو ہمیں پیدائش کے وقت اس کے کان میں .... دینے کی بجائے دو چار چپیڑیں مارنے کا حکم ہوتا لیکن ہمیں حکم ہے اس کے کان میں ...... دو اس کا اثر بچہ پر بھی ہوتا ہے اور ہمیں بھی ایسا کرنے میں سبق دیا گیا ہے کہ بچے کے متعلق تمہارا یہ نظریہ غلط ہے کہ چونکہ یہ بچہ ہے اس لئے یہ بات نہیں سمجھتا کیونکہ لغو بات تو .... ہم سے نہیں کرواتا پس .... دینے میں ہمیں سبق دیا ہے کہ اگر تم بچے کے متعلق یہ فیصلہ کرو کہ کم عقلی کی وجہ سے وہ بات سمجھ نہیں سکتا تو یہ غلط ہے۔ اس کا دماغ اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ جب بار بار اس کے کان میں نیکی کی باتیں پڑیں گی تو وہ نیک ہو جائے گا اور اس کی ابتداء پیدائش کے وقت ہی سے کرو غرض زبان گندی نہیں ہونی چاہئے۔

(خطبات ناصر جلد 2 ص 367)

مکرم مبشر محمود صاحب

خدا پر یقین، توکل اور دعا کی طاقت

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں

اے مومنو تم دیکھو غور کرو کہ تم نے کل کے لئے کیا کیا ہے، کیا آگے بھیجا ہے۔ تم آگے بھیجنے کا کیا ارادہ رکھتے ہو۔(الحشر)

ہمارا کل کیا ہے اور ہم اپنے کل کو کیا دیتے ہیں کیا دینا چاہتے ہیں کیا دے سکتے ہیں کیا نہیں دے رہے۔

جہاں اس آیت کے واضح مفہوم غـــدا سے مراد آخرت ہے وہاں ہمارا ہر آنے والا دن بھی مراد ہے ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھی مراد ہیں چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں اس کے وسیع معانی میں ایک معنی یہ بھی ہے کہ اے آج کے بسنے والے (۔) اے ایمان والو! جن کو ہم مخاطب ہیں اگلی نسلوں کی تربیت کے تم ذمہ دار ہو۔ اس لئے تم پوچھے جاؤ گے کل کیا پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہو اس کا سوال تم سے کیا جائے گا۔ (خطبات طاہر خطبہ جمعہ 7 نومبر 1986ء)

ہم اپنی نسل کے لئے کیا کچھ چھوڑتے ہیں؟ 1۔ ہماری پوری خواہش ہوتی ہے کہ ہم اتنا کمائیں کہ بچے کل کو بھوکے نہ مریں۔ 2۔ ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم اپنی نسل کے لئے ایسی جائیداد چھوڑیں جو ان کیلئے چھت اور بوقت ضرورت آمد کا ذریعہ بھی ہو۔ 3۔ ہم یہ بھی خواہش رکھتے ہیں کہ وہ عزتیں جو ہم نے ساری عمر کمائیں وہ ہماری نسل میں منتقل ہوں اور ہم اس عزت کو آئندہ نسل میں خاندانی وجاہت کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح ہم اپنی آئندہ نسل میں وہ خاندانی روایات و اقدار جن پر ہم فخر کرتے ہیں منتقل کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں اور اس کیلئے کوشاں ہیں۔

یہ تمام مندرجہ بالا چیزیں خواہ مال کی شکل میں ہوں یا جائیداد کی وہ عزتیں ہوں یا روایات و اقدار، ہماری زندگی کا مطمح نظر یہی ہوتا ہے اور اس کیلئے ہم زندگی کی ہر مشکل اٹھانے کو تیار ہیں اور اس فکر میں غلطاں رہتے ہیں اور ہمارے نفس کو چین نصیب نہیں ہوتا جب تک اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو یہ سب نعمتیں نہ دے دیں۔ اور ہمیں خوشی اور کامیابی اسی میں محسوس ہوتی ہے کہ ہم نے اپنی نسل کو یہ سب کچھ دے دیا ہے۔

لیکن کیا یہ سب چیزیں جو ہم ان کو دے رہے ہیں یا اس کیلئے فکر مند ہیں ان کے لئے کافی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہمارا روزمرہ کا تجربہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دیکھتے دیکھتے نسلیں مال تباہ کر دیتی ہیں۔ اولادیں برسوں کی بنائی عزت کو ذلت میں بدل دیتی ہیں۔ روایات و اقدار کی ایسی پامالی کا سبب بن رہی ہوتی ہیں کہ دنیا تف تف کر اٹھتی ہے۔

پھر کون سا ایسا عمل ہے کون سی ایسی چیز ہے جو ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے تو پائی لیکن ہم نے اگلی نسل میں منتقل نہیں کی یا اس کو منتقل کرنے کے لئے ویسے کوشاں نہیں جیسے ہونا چاہئے۔ جو ایسی چیز ہے جو نسل در نسل بقا کی ضمانت ہے۔ سکون و راحت اور عزت کی محافظ ہے۔ وہ ہے خدا پر یقین توکل، دعا کی طاقت۔

ہمارے آباؤ اجداد جن میں سے بعض رفقاء حضرت مسیح موعود تھے بعض رفقاء خواتین بھی تھیں اور جلیل القدر علماء تھے۔ دعا گو ہی نہیں بلکہ قبولیت دعا کے زندہ نشان تھے۔ بیوت الذکر کی خوبصورتی تھے جن کی راتیں تہجد میں آہ وزاری میں گزرتیں اور بیت الذکر میں اول آتے اور سب سے آخر میں جب جاتے تو ان کی آنکھیں بھیگی ہوتیں اور ان کی یہ بھیگی آنکھوں کی چمک دل پر ایسا اثر کرتی کہ ناقابل فراموش۔ وہ زندگی بدل دیتی تھیں اور ان بزرگوں نے خدا کی محبت کو دل میں ایسا جاگزیں کیا کہ اس وجہ سے حضرت مسیح موعود کا یہ نشان کہ ”زندہ خدا سے تعلق“، ہمیں ہر گھر میں نظر آنے لگا۔ ہم میں سے شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں قبولیت دعا کے یہ نشان ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ کہیں شفاء پانے کا نشان ہے تو کہیں مقدمات سے بریت کے نشان ہیں تو کہیں قرضوں میں ڈوبے مجبوروں نے نجات پائی تو کہیں بے اولادوں کو خدا نے اولاد کی خبر دی۔ اسی طرح بعضوں نے دیگر مصائب و مشکلات سے مخلصی پائی۔ آج ہم ان تمام بزرگوں کی نسلوں میں سے ہیں ان کی دعاؤں ان کے یقین و توکل کے پھل کھانے والے ہیں۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھا، اس لذت کو محسوس کیا جس کی چاشنی سے ہمارے دل زندہ خدا کی محبت میں فنا ہوئے جس نے ہماری جلدوں میں ایمان کا ارتعاش پیدا کیا۔ اسی طرح ہر بزرگ اپنی زندگی میں دعاؤں کی قبولیت کے کچھ ٹوٹکے رکھتے ہیں کچھ تجربات ان کے اثاثے ہیں کہ ہم نے اس طرح دعا کی، ہم نے اتنی بار درود شریف کی برکت کو پایا، ہم نے استغفار کی قوت کو دیکھا، ہم نے یا حی یا قیوم کے ورد سے یہ فیض پایا، کسی نے ادعیۃ القرآن کو اوڑھنا بنایا تو کسی نے ادعیۃ الرسول کو حرز جان، ان بزرگوں میں سے کسی نے تو حضرت مسیح موعود سے قبولیت دعاؤں کے راز پائے تو کوئی خلافت احمدیہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے ہر فیض پا رہا ہے۔ کچھ ہمارے بزرگ اپنی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا ان تمام نشانوں سے ان لذتوں سے اپنے بچوں کو آگاہ کر رہے ہیں کیا یہ ایمان کی دولت اپنی اولاد کو دے رہے ہیں؟

اب ہم ایک اور پہلو سے اپنے مشاہدہ کئے ہوئے نشانوں کو دیکھتے ہیں جنہوں نے ہمارے دلوں میں خدا کی محبت اور یقین کو بڑھایا وہ **خلفاء کی قبولیت دعاؤں کے ثمر ہیں۔**

شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس نے کسی نہ کسی خلیفہ کی دعاؤں کا فیض نہ پایا ہو۔ اب بھی ایسے وجود موجود ہیں جنہوں نے خلیفہ اول کے توکل کا اپنے بزرگوں سے آنکھوں دیکھا حال سنا ہو اور ممکن ہے کہ وہ خود ان دعاؤں کا پھل ہوں۔ خلیفۃ المسیح الثانی جیسے فرزند عظیم خدا کے محبّ کی دعاؤں کے پھل کھائے ہوں۔ بہت سے ایسے بزرگ آج بھی بتاتے ہیں کہ ہم نے اس مشکل کے لئے، اس مقدمے سے نجات کے لئے، اس بیماری سے شفاء کیلئے حضور کو دعا کی درخواست کی اور حضور کی دعاؤں کی برکت سے اللہ نے فضل کر دیا۔ آج بھی ہم میں ایسے وجود ہیں جنہوں نے خلیفۃ المسیح الثالث کی عاجزانہ دعاؤں کو عرش پر سنتے دیکھا اور خدا پر یقین کی قوت کو ترقی دی اور دل نے حمد کے ترانے گائے۔ اسی طرح ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو خلافت رابعہ کی دعاؤں کی برکتوں سے ذاتی طور پر مستفید ہوئے اور عظیم نشانوں کے گواہ بنے اور اب بھی کوئی دن ایسا نہیں کہ ہم میں سے کوئی نہ کوئی خلیفہ وقت کی دعاؤں کا فیض نہ پا رہا ہو۔

اگر آج ہم اپنی اولادوں کے سامنے ان تمام خلفاء کے ساتھ تعلق اور ان کے قبولیت دعا کے نشانات کو اپنے گھروں میں بار بار دھرائیں کہ وہ کس طرح ان دعاؤں سے مستفیض ہوئے کس طرح اس چاشنی سے حصہ پایا تو یقین کریں آج بھی ہماری اولاد اپنے پیارے امام کے ساتھ اسی طرح اپنے ذاتی تعلق کو بڑھانے میں اہمیت دے گی۔ حضور کے ہر حکم پر قربانی کے لئے تیار ہوگی اور خلیفہ وقت کا جو زندہ تعلق ارحم الراحمین سے ہے فیض پا کر اپنے کل کو محفوظ بنائے گی۔

خدا پر یقین اور ایمان افروز واقعات کا سلسلہ ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ہم اس کے گواہ ہیں کہ خدا نے اپنی جماعت کی کس طرح حفاظت کی کس طرح اس کی تائید و نصرت کی، اس وقت میں صرف خلیفۃ المسیح الرابع کے دور کے نشانات کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کیونکہ ہم میں سے اکثر پورے شعور کی عمر میں موجود تھے اور ہماری موجودہ نسل بھی اس دور سے کسی نہ کسی رنگ میں واقف ہے کیونکہ ان کے ماحول میں ان کی نصابی کتابوں میں ان کا ذکر ہے جو احمدیت کے مخالف تھے اور جماعت کی مخالفت کی وجہ سے خدا کے قہر کے نشان بنے اور ایسے نشانوں نے ہمارے دلوں کو حضرت مسیح موعود کی صداقت ہمارے دلوں میں گاڑ دی کیا ہم کلب یموت علی کلب کے نشان کے گواہ نہیں ہیں کیا ہم نے اس عظیم نشان کو دیکھ کر ایمان کو تازہ نہیں کیا۔

کیا ہم 1984ء سے مخالفت کی آندھیوں میں جماعت کی حفاظت و تائید و نصرت کے گواہ نہیں۔ کیا ہم ہجرت کی برکتوں سے فیض نہیں پا رہے اور خلافت احمدیہ کی حفاظت کے نشان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

اس نشان کے بھی تو ہم گواہ ہیں جب دربار خلافت سے اعلان کیا گیا کہ تمہارا کوئی مولا نہیں، ہمارا ایک مولا ہے اور خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی اور پھر خدا کی چکی چلتی ہے اور دشمن احمدیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے صداقت احمدیت پر مہر ثبت کرتی ہے

کیا اسلم قریشی کی بازیابی کا نشان ہم نے خود مشاہدہ نہیں کیا اور اسی طرح مباہلہ کے دور میں ظاہر ہونے والے تمام نشانات ہمارے ازدیاد ایمان کا موجب نہیں بنے۔ کیا ایم ٹی اے کا نشان خدا پر ایمان لانے کے لئے کافی نہیں۔ کیا...... کی دعا کے زندہ نشان آج بھی ہم نہیں دیکھ رہے۔ ضرور بالضرور دیکھ رہے ہیں

پس ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم نے جن نشانوں کو دیکھا جن نشانات کی بارش میں ہم نہائے اور نہا رہے ہیں اور خدا پر یقین کی دولت کو ہم نے پایا کہ ”یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے“ ہم اپنے کل کو دے رہے ہیں، یہ بہشت یہ لذات جس کی خبر حضرت مسیح موعود نے دی ہم اپنے بچوں کو دے رہے ہیں۔

”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔“

میں اپنے اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اس اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں۔

اس لئے ابھی سے دعاؤں کی عادت خود بھی

باقی صفحہ 6 پر

ش۔ حفیظ

میری پیاری خوشدامن سلمیٰ مطہرہ صاحبہ!

میں اپنی خوش دامن مکرمہ سلمیٰ مطہرہ صاحبہ کو امی جان پکارتی تھی۔ امی جان حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف میاں مغل کی صاحبزادی تھیں۔ آپ 1928ء کو پیدا ہوئیں۔ حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل کو حضرت مسیح موعود کی جیب کی گھڑی لینے کا بھی شرف حاصل ہے۔ میری پیاری امی جان، بہت ہی پیار کرنے والی، ہرایک سے محبت کرنے والی، ہرایک سے بے حد شفقت سے پیش آنے والی خاتون تھیں اور امی جان کی طبیعت میں بے حد حلیمی اور انکساری پائی جاتی تھی۔ میری جب سے شادی ہوئی میں امی جان کے ساتھ ہی رہی۔ اس لئے لمبی رفاقت سے ان کی زندگی کا ہر پہلو میرے سامنے آیا اور ان میں ان سب پہلوؤں پر روشنی ڈالنا چاہتی ہوں۔

نماز اور قرآن پڑھنا

امی جان نماز اس طرح پڑھتی تھیں کہ جیسے اپنے خدا سے باتیں کر رہی ہوں۔ اتنی محو ہو کر نماز پڑھتیں کہ کوئی شور یا کوئی اور وجہ امی جان کی توجہ نماز سے ہٹا نہیں سکتی تھی۔ بڑھاپے کی کمزوری کے باوجود امی جان بہت ہی لمبی اور دیر تک نماز پڑھنے کی عادی تھیں۔ کوئی شادی ہو یا اور فنکشن ہو، کہیں امی جان گئی ہوتیں یا اپنے ہی گھر میں مہمان اکٹھے ہوتے تو امی جان کی نماز میں کبھی فرق نہیں آتا۔ بڑی ہی تسلی سے لمبی نماز کی ادائیگی کرتیں۔ اپنی نمازوں کی تو حفاظت اور اہتمام کرتی ہی تھیں ساتھ ساتھ ہم سب کی نمازوں کی بھی حفاظت کرتیں۔ کبھی باتیں وغیرہ کرتے کرتے دیر ہو جاتی تو سب سے فرماتیں کہ نماز کس کس نے پڑھ لی ہے۔ امی جان اپنے بچوں سے فرماتیں کہ تم لوگوں سے تو خدا بعد میں پوچھے گا پہلے مجھ سے پوچھے گا کہ اپنی اولاد کو نماز پر قائم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے امی جان کے سارے بچے پکے نمازی ہیں بلکہ دنیا میں جس جگہ پر وہ ہیں جماعتی خدمت میں مصروف ہیں۔ ایک دفعہ بی بی جان فوزیہ شمیم صاحبہ نے امی جان سے پوچھا کہ آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کس طرح کی ہے۔ اس اجتماع میں کچھ فرمائیں تو امی جان نے فرمایا کہ یہ محض میرے پیارے خدا کی عنایت ہے اور اس کا فضل ہے اور کچھ بھی نہیں۔

امی جان فجر کی نماز کے بعد ہر روز تلاوت کرتی تھیں۔ وفات سے کچھ سال پہلے امی جان کی نظر بہت کم ہو گئی تھی لیکن امی جان نے قرآن مجید کی بڑی چھوٹی بہت سورتیں زبانی یاد کی ہوئی تھیں۔ مثلاً بڑی سورتوں میں سورۃ یٰسین، سورۃ رحمٰن، سورۃ فجر، سورۃ الکھف، سورۃ البقرہ کا بڑا حصہ اس کے علاوہ بھی بہت سی سورتیں یاد کی ہوئی تھیں اور زبانی سورتیں پڑھتی تھیں۔ بعض دفعہ تو مجھے فرماتیں کہ تم قرآن مجید کھول کر مجھ سے سنو۔ امی جان نماز اور قرآن کی بہت پابند تھیں۔

مطالعہ کتب اور خلافت سے محبت

امی جان کو مطالعہ کا بہت شوق ہوتا تھا۔ امی جان نے حضرت مسیح موعود کی بہت سی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں اور کشتی نوح اور رسالہ الوصیت تو جیسے امی جان کو زبانی یاد ہو گیا ہوا تھا۔ امی جان سے جب کبھی ہم کوئی دنیاداری کی بات کرتے تو امی جان فرماتیں کہ حضرت مسیح موعود کی کتاب کے دو تین صفحات ہر روز پڑھ لیا کرو کیونکہ ہر روز دو تین صفحات جب انسان پڑھتا ہے تو سارا دن انسان گناہ نہیں کرتا۔

امی جان کو خلافت سے اس قدر محبت تھی کہ جس کی مثال نہیں اکثر امی جان فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ میری عمر میرے پیارے امام وقت کو لگا دے۔ ان کی زندگی بہت قیمتی ہے اور جب خطبہ لگتا تو بڑھاپے کی کمزوری کے باوجود خطبہ سنتیں اور حضور کے چہرے مبارک سے نظر نہیں ہٹاتیں اور فرماتیں کہ ان کا چہرہ مبارک دیکھنے سے بھی انسان کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جب بھی میں حضور کو خط لکھتی تو مجھے فرماتیں کہ میرا پیار بھرا سلام لکھنا میرے پیارے حضور کو۔ یہ خلافت سے سچی محبت کا ہی اثر تھا کہ امی جان کی نماز جنازہ بھی حضور نے ہی پڑھائی۔

جماعتی خدمات و مالی قربانی

امی جان نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ جماعت کی خدمت میں گزارا۔ امی جان نے تقریباً 15 سال سیکرٹری مال کا کام کیا اور تقریباً 10 سال نگران کا کام کیا۔ اس کے علاوہ اصلاح وارشاد کا کام بھی کئی سال کیا۔ جب تک امی جان میں ہمت وطاقت تھی اور جب تک آنکھوں میں پوری طرح موتیا نہیں اتر آیا اس وقت تک امی جان نے نہایت ہی جانفشانی سے جماعتی خدمات سرانجام دیں۔ حتیٰ کہ جب امی جان نگران تھیں تو امی جان دو ماہ کے لئے جرمنی گئیں تو وہاں سے بھی رپورٹیں بنا کر پاکستان بھجوائیں۔ امی جان سے جماعتی کام میں دنیا کی کسی بھی بات کو آڑے نہیں آنے دیا۔ حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

امی جان صدقہ، خیرات کرنے میں بہت جلدی کرتی تھیں۔ دروازے پہ آئے کسی فقیر کو خالی نہیں جانے دیتی تھیں۔ اپنی وصیت کا چندہ ہر ماہ کے شروع میں ہی ادا کر دیتیں۔ تحریک جدید، وقف جدید ممبری چندہ، M.T.A کا چندہ، چندہ جلسہ سالانہ اس کے علاوہ جو تحریک بھی ہوتی ان میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیتیں۔ رمضان المبارک میں تو امی جان تیز ہواؤں کی طرح صدقہ، خیرات کرتیں۔

رشتہ داروں سے تعلقات

اپنے بال بچوں سے تو ہر ماں باپ پیار، محبت کرتا ہے لیکن ہماری امی جان اپنی بہوؤں سے بے حد محبت سے پیش آتیں اور دامادوں سے بے حد عزت سے پیش آتیں اور جب کوئی امی جان کی سہیلیاں ہمارے گھر آتیں اور اپنی بہوؤں کے بارے میں کوئی بات کہتیں تو امی جان ہمیشہ انہیں یہ کہہ کر منع کرتیں کہ بہوؤں کو بھی بیٹیوں کی طرح جاننا چاہئے اور جس طرح اپنے بچوں کی باتوں کو ماں باپ ان کی غلطیوں کو نظرانداز کرتے ہیں اسی طرح اپنی بہوؤں اور دامادوں کی بھی چھوٹی موٹی غلطیوں کو نظرانداز کرنا چاہئے۔

جب سے میری شادی ہوئی اس وقت سے مجھے امی جان کے ساتھ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کی محبت کا بہت بڑا حصہ مجھے نصیب ہوا۔ امی جان نے مجھ سے بے پناہ محبت، شفقت اور وفا کا سلوک کیا۔ جب میری شادی ہوئی تو مجھے امی جان نے ہی کھانا پکانا سکھایا اور اتنی محبت اور اپنے پن سے بات سمجھاتیں کہ میں بھول ہی گئی تھی کہ یہ میری ساس ہیں۔ امی جان کی محبت کی وجہ سے میرے دل میں ماں سے بڑھ کر اس دنیا میں اگر کوئی رشتہ ہوتا تو اس سے بھی بڑھ کر میرے دل میں امی جان کے لئے محبت بھرے جذبات ہیں۔ امی جان جب بھی مجھے کوئی دینی یا دنیاوی بات سمجھاتیں تو اتنی مخلصی اور وفا سے سمجھاتیں کہ وہ بات میری روح تک اثر کر جاتی تھی۔ امی جان مجھ سے اس قدر محبت کرتی تھیں کہ جب کبھی میں بیمار ہو جاتی تو میرے لئے رو رو کر دعائیں کرتیں اور میں اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو جاتی۔ امی جان نے مجھ سے اس قدر محبت کی کہ میں ان کی محبت کا بدلہ کبھی نہیں دے سکتی۔ جب گرمی کا موسم شروع ہوتا تو مجھے پیسے دیتیں کہ جاؤ اپنے گرمیوں کے کپڑے بنا لو۔ جب سردی کا موسم شروع ہوتا تو فرماتیں کہ جاؤ اپنے سردیوں کے کپڑے بنالو۔ جوتے خرید لو۔ میری ہر ضرورت کو امی جان پورا کر دیتیں۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں ہوتا تھا کہ میں نے اپنے میاں صاحب سے کسی چیز کا تقاضا کرنا ہے۔ میری تو ہر ضرورت ہر لاڈ کو امی پورا کر دیتی تھیں۔

امی جان کے چھوٹے بچوں کی جب شادیاں ہوئیں تو امی جان بڑی رقمیں دے کر مجھے شادی کی شاپنگ کرنے کے لئے بھجتیں تو جب میں شاپنگ کر کے واپس آتی اور میں حساب دینے لگتی تو مجھے منع کر دیتیں۔ فرماتیں حساب نہ دو جو پیسے بچ گئے ہیں رکھ لو کام آئیں گے۔ وہ مجھ پر بہت بھروسہ کرتی تھیں۔

میں دعا کرتی ہوں کہ امی جان کی روح پر خدا تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

امی جان حقیقی معنوں میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود اور خلفاء سے سچی محبت کرنے والی اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔

امی جان کی تعزیت کے لئے صاحبزادی بی بی جان فوزیہ شمیم صاحبہ ہمارے گھر تشریف لائیں تو امی جان کی محبت اور شفقت کے بارے میں نے بتایا تو بی بی جان نے فرمایا کہ ایک طرف ایک بہو کی اپنے سسرال والوں کے ظلم وستم کی داستان پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دوسری طرف یہ بہو اپنی ساس کی محبتوں اور شفقتوں کو یاد کر کے رو رہی ہے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تم ان کی محبتوں کا ذکر کر کے ایک مضمون لکھ سکتی ہو۔ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے یہ مضمون لکھا ہے۔

بقیہ صفحہ 5

ڈالیں اور اپنے بچوں کو بھی دعاؤں کی اہمیت سمجھاتے رہیں اور دعائیں کرنے کے سلیقے سکھائیں۔ اگلی نسل کو دعا پر قائم کرنا بہت ہی ضروری ہے ورنہ ہمارا اگلی نسلوں کے ساتھ سب سے زیادہ اہم پیوند کٹ جائے گا۔ سب سے زیادہ اہم پیوند جو ہم اپنی اگلی نسلوں کے ساتھ قائم کر سکتے ہیں وہ یہی دعا کرنے کا پیوند ہے۔ وہ پیوند جو دراصل تو خدا سے لگتا ہے **لیکن ہمارا آپس کا تعلق دعا کرنے والی نسل کے طور پر قائم رہنا چاہئے اور ہماری ہر اگلی نسل اسی طرح دعا گو ہونی چاہئے۔ اسی طرح دعا پر توکل رکھنے والی اور یقین رکھنے والی ہونی چاہئے**۔ جیسے ہمیں ہونا چاہئے یا ہماری پہلی نسلیں تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود کا جو فیض ہے، اس کا خلاصہ کبھی بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کے تمام فیوض کا ملخص، آپ کے سارے فیض کا منبع اور روح اور اس کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ نے خود بھی دعاؤں کے گر سیکھے اور دعاؤں پر انحصار کیا اور جماعت احمدیہ کو بھی دعاؤں کے ذریعے ایک زندہ خدا کے ساتھ ایک ابدی زندہ تعلق رکھنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ **پس یہ اگلی نسل کا ہم پر حق ہے جس طرح ہم نے پچھلی نسلوں کا پھل کھایا اور ان سے یہ تربیت حاصل کی اور ان کے اس فیض کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا ایک حیرت انگیز اور عظیم الشان رشتہ قائم ہو گیا۔ اسی طرح اگلی نسلوں کا ہم پر بھی حق ہے۔ اپنے بچوں پر رحم کریں اور ان کو آغاز ہی سے دعائیں کرنی سکھائیں اور ان سے دعائیں کروائیں اور پھر دیکھیں کہ جب دعا کا پھل ان کو ملے گا تو ان کی کیفیت کیسے بدل جائے گی۔** غیر دنیا میں رہتے ہوئے معصوم بچوں کی حفاظت کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ تربیت کی، آپ ہزار ترکیبیں کریں ان کو راہ راست پر رکھنے کے ہزار پاپڑ بیلیں مگر اس جیسا مؤثر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ آپ ان کو دعا گو بچے بنا دیں خدا تعالیٰ سے ان کا ایک ذاتی تعلق قائم کروا دیں اور بچپن ہی سے وہ اپنی دعاؤں کا پھل کھانے لگ جائیں۔ پس یہ ایک دوسری نصیحت ہے جہاں جماعت کیلئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور اپنے لئے بھی وہاں اپنی آنے والی نسلوں کو بھی دعا گو نسلیں بنائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 1990ء)

اطلاعات واعلانات

جلسہ یوم مسیح موعود

مکرم قمر رضا نیر صاحب معلم وقف جدید پوڑانوالہ ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ مجلس پوڑانوالہ ضلع گجرات کو مورخہ 23 مارچ 2011ء کو بعد نماز عشاء جلسہ یوم مسیح موعود منانے کی توفیق ملی۔ تلاوت قرآن کریم، نئی صدی کا عظیم عہد اور نظموں کے بعد خاکسار کی تقریر کے علاوہ انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ سے 5 تقریریں کی گئیں جلسے کا اختتام مکرم محمد نواز صاحب صدر جماعت نے دعا کے ساتھ کروایا جلسے کی حاضری 52 تھی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خداتعالیٰ ہمیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور افراد جماعت کو اخلاص اور وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

ولادت

مکرم شریف احمد بھٹی صاحب گلاسگو تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے بیٹے مکرم عزیز احمد شہزاد صاحب کو 23 نومبر 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے جو کہ بفضل اللہ تعالیٰ وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود کا نام خرم عزیز بھٹی تجویز ہوا ہے جو مکرم مولوی علی احمد صاحب بھٹی ولد حضرت صوفی علی محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے اور مکرم رانا منور احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو صحت مند و تندرست رکھے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب لندن تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے بیٹے مکرم رانا عبدالوحید خاں صاحب کو 14 مارچ 2011ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے جو کہ بفضل اللہ تعالیٰ وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود کا نام شیراز وحید خاں تجویز ہوا ہے جو مکرم رانا عبداللطیف خاں صاحب ولد حضرت چوہدری عبدالحمید خاں صاحب کاٹھگڑھی رفیق حضرت مسیح موعود 2 ٹی ڈی اے ضلع خوشاب کی نسل سے اور محترم شریف احمد بھٹی صاحب آف گلاسگو کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو صحت مند و تندرست رکھے اور تینوں بھائیوں کو دین کا خادم بنائے۔ آمین

حضرت حاجی شیخ الٰہی بخش صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت حاجی شیخ الٰہی بخش صاحب گجرات کے رہنے والے تھے اور پیشہ کے لحاظ سے تاجر کتب تھے۔ آپ نے 1899ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی، آپ کی بیعت کا اندراج اخبار ''الحکم'' میں شائع شدہ ایک فہرست نومبائعین (از 23 اکتوبر تا 12 نومبر 1899ء) میں یوں درج ہے:

(82) شیخ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب۔ گجرات (الحکم 10 نومبر 1899ء صفحہ 7 کالم 2)

حضرت اقدس مسیح موعود کی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں آپ کا نام ایک پیشگوئی کے مصدقین میں درج ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ 7 مارچ 1907ء کو حضور کو الہام ہوا پچیس دن۔ یا یہ کہ پچیس دن تک۔ جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ آئندہ پچیس دنوں تک جو 31 مارچ تک بنتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونے والا ہے۔ چنانچہ 31 مارچ 1907ء کو آسمان سے ایک شہاب ثاقب قریباً 3 بجے دوپہر ٹوٹا جو ملک میں ہر جگہ دیکھا گیا، حضور نے اپنی الہامی پیشگوئی کا ذکر اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں کیا ہے، ساتھ ہی پچاس سے زائد گواہیاں بھی درج فرمائی ہیں جس میں حضرت شیخ الٰہی بخش صاحب تاجر کتب کی گواہی 24 ویں نمبر پر یوں درج ہے:

''31 مارچ 1907ء وقت 3 بجے دن کے ایک ٹکڑا آگ کا زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوا۔ شہر میں چرچا ہوا، لال واری، معین الدین پور، جلال پور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سب جگہ ہوا اور 31 مارچ والی پیشگوئی کھلے کھلے طور پر ظاہر ہوگئی۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 530)

یہ وہی زمانہ تھا کہ جب حضرت اقدس نے لوگوں کو اپنی صداقت کے طور پر زلازل وغیرہ کا انذار دیا ہوا تھا۔ چنانچہ مندرجہ بالا مصدقہ خط کے ایک ماہ بعد ہی آپ نے ایک اور خط حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ فرمایا اور لکھا:

''بخدمت عالی جناب حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود

السلام علیکم ...... گذارش ہے کہ آج رات جو کہ **21/اپریل 1907**ء کو شہر گجرات میں غیر معمولی ہوا چلی جس کے ساتھ کچھ بارش تھی۔ اس قدر ہوا کی تیزی تھی کہ دریچوں کی بار بار کنڈیاں لگائی جاتی تھیں، پھر کھل جاتی تھیں گویا کہ ایک سخت زلزلہ کا کام دے رہی تھی اور مکان جنبش کر رہے تھے گویا کہ قیامت برپا تھی .... اس ہوا سے ہر بشر حیرت زدہ ہو رہا تھا اگرچہ مخلوق کی تباہی دیکھ کر اس سلسلہ کے لوگوں کا بہت دل کڑتا ہے مگر خدا کے شکر کا بھی مقام ہے کہ جو باتیں .... کے منہ سے نکلیں وہ پوری ہوئیں کہ خلقت پر طرح طرح کی آفتیں آئیں گی سو وہ اب ظہور میں آرہی ہیں۔

خادم شیخ الٰہی بخش و رحیم بخش

تاجران کتب گجرات پنجاب''

(اخبار ''الحکم'' 27 جون 1907ء صفحہ 10 کالم 2)

ان دو عریضوں سے حضرت اقدس کے آسمانی وجود پر آپ کے ایمان و یقین کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسرے خط میں مذکور حضرت شیخ رحیم بخش صاحب آپ کے بیٹے تھے جنہیں حضرت اقدس کا رفیق ہونے کا شرف حاصل ہے۔

1908ء میں فنانشل کمشنر صاحب بہادر پنجاب کی قادیان آمد کے موقع پر جن احباب جماعت نے ان کا استقبال کیا ان میں حضرت شیخ الٰہی بخش صاحب بھی شامل ہوئے۔

(بدر 26 مارچ 1908ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ ایک مخلص اور مفید سلسلہ وجود تھے۔ گجرات شہر میں آپ کی رہائش احمدی احباب کے لیے ایک سرائے تھی، حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحب نے اپنی کتاب ''حیات قدسی'' میں آپ کے ہاں قیام کا ذکر کیا ہے۔ 1921ء میں آپ کے خاندان والوں نے اخبار الفضل میں ''احمدیان ضلع گجرات کے لئے اطلاع'' کے تحت اعلان کروایا:

''اکثر دیکھا گیا ہے کہ دیہات کے احمدیوں کو گجرات شہر میں رات کو ٹھہرنے کے لئے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اس جگہ کوئی خاص ان کی رہائش کے لئے انتظام نہیں۔ ہمارے والد کے وقت ضلع گجرات کے دیہاتوں یا اور جگہ سے جو احمدی آیا کرتے تھے، ہمارے پاس ہی مقیم ہوا کرتے تھے اور ان کی وفات کے بعد بھی اکثر اصحاب آتے رہے ہیں لیکن پھر بھی بعض بھائیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا ان احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ جو اصحاب گجرات کے اردگرد کے دیہاتوں سے آیا کریں اور انھیں رات کو شہر میں ٹھہرنا ہو وہ ہمارے پاس آجایا کریں۔ والسلام

شیخ عبدالغفور ولد شیخ رحیم بخش

تاجر کتب گجرات''

(الفضل 20 جنوری 1921ء صفحہ 2 کالم 2,3)

آپ نے اواخر 1911ء میں لاہور میں وفات پائی، خبر وفات دیتے ہوئے اخبار بدر نے لکھا:

''حاجی الٰہی بخش صاحب کتب فروش گجرات کے نام نامی سے اکثر احباب واقف ہیں۔ ہم یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ شائع کرتے ہیں کہ حاجی صاحب لاہور میں بمرض ہیضہ گرفتار ہو کر وفات پاگئے۔ برادران احمدیہ لاہور نے ہر طرح سے برادر مرحوم کی عیادت کی اور تجہیز و تکفین و تدفین میں اُس مسافر کی امداد کی۔ برادرم مرحوم ایک مخلص جوشیلے احمدی تھے، اپنی ہمت اور سمجھ کے مطابق سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت نصیب کرے، ان کے فرزند ارجمند مولوی رحیم بخش صاحب کو اور ان کے دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور احباب گجرات کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں۔ مرحوم کی وصیت تھی کہ انھیں مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جائے اس واسطے ان کی لاش بطور امانت سردست لاہور میں دفن کی گئی ہے۔'' (بدر 5/اکتوبر 1911ء صفحہ 14 کالم 2)

1957ء میں آپ کی پڑپوتی محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت شیخ عبدالکریم صاحب کا نکاح مکرم عبدالعزیز جمن بخش صاحب آف سورینام کے ساتھ پڑھاتے ہوئے، حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

''یہ ایک پرانا مخلص خاندان ہے، ذرا اوپر جاکر یہ خاندان حضرت خلیفہ اول کے خاندان سے مل جاتا ہے.... لڑکی کے دادا شیخ رحیم بخش صاحب ~~اور پڑدادا شیخ الٰہی بخش صاحب بھی پرانے~~ (رفیق) تھے۔'' (خطبات محمود جلد سوم صفحہ 633)

آپ کے بیٹے حضرت شیخ رحیم بخش صاحب نے خلافت ثانیہ کے ابتدائی سالوں میں وفات پائی۔ آگے آپ کے پوتوں میں مکرم شیخ عبدالغفور صاحب، مکرم شیخ عبدالکریم صاحب (وفات 1944ء) اور مکرم شیخ عبدالعزیز صاحب (وفات 11 مئی 1973ء) بھی بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ مؤخرالذکر بزرگ کے بیٹے مکرم سجاد احمد خالد صاحب مربی سلسلہ ہیں، مکرم شیخ عبدالعزیز صاحب نے اپنے اس واقف زندگی بیٹے سے بھی عہد لیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ بیٹا دے تو اسے بھی دین کی راہ میں وقف کرنا۔

(الفضل یکم جولائی 1973ء صفحہ 4)

چنانچہ انہوں نے اس عہد کو نبھاتے ہوئے اپنے بیٹے مکرم حافظ جواد احمد صاحب کو بھی وقف کیا اور دونوں باپ بیٹا بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نور کاجل
آنکھوں کی صحت وخوبصورتی کیلئے
مشہور عالم کاجل
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ایئر کنڈیشننگ
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258
(بکنگ جاری ہے)

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود ضلع بدین

مکرم بشارت محمود تارڑ صاحب جنرل سیکرٹری ضلع بدین تحریر کرتے ہیں۔

ضلع بدین کی تمام جماعتوں میں یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جلسوں کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد نظم اور پھر پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے مقررین نے تقاریر کیں اور دعا پر اختتام ہوا۔

بدین شہر میں مورخہ 21 فروری 2011ء کو یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم نصیر احمد صاحب کھرل مربی ضلع بدین نے کی۔ اس اجلاس کی کل حاضری 95 رہی۔

☆ چک نمبر 5 احمد آباد میں مورخہ 18 فروری 2011ء کو یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جس کی صدارت مکرم شمیم احمد صاحب نائب امیر ضلع نے کی۔ اجلاس کی کل حاضری 66 رہی۔

☆ گولارچی میں مورخہ 18 فروری کو یوم مصلح موعود منایا گیا جس کی صدارت مکرم ملک ریاض احمد صاحب نے کی۔ اجلاس کی کل حاضری 180 رہی۔

☆ ٹنڈو غلام علی میں مورخہ 21 فروری کو یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم حکیم محمد جمیل صاحب امیر ضلع نے کی اجلاس کی کل حاضری 45 رہی۔

☆ صابن دستی میں مورخہ 16 فروری کو یوم مصلح موعود منایا گیا جو مکرم رفیق احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ہوا جس کی کل حاضری 28 رہی۔

☆ کوٹ احمدیاں میں مورخہ 25 فروری کو یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ جو مکرم مبارک احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ہوا جس کی کل حاضری 67 رہی۔

☆ کھوسکی میں مورخہ 11 فروری کو یوم مصلح موعود منایا گیا جس کی صدارت مکرم ارشاد احمد عادل صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ جس کی کل حاضری 58 رہی۔

☆ ٹنڈو باگو میں مورخہ 18 فروری کو یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مکرم ارشاد احمد عادل صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ کل حاضری 29 رہی۔

☆ خدا آباد میں مورخہ 20 فروری کو یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جس کی صدارت مکرم احسان علی صاحب سندھی معلم وقف جدید نے کی۔ اجلاس کی کل حاضری 162 رہی۔

خبریں

متحدہ، ق لیگ اور جے یو آئی کی حکومت میں شمولیت کا امکان

پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کی طرف سے قومی مفاہمت پر مبنی نئی حکومت تشکیل دینے کے لئے تمام پیپر ورک مکمل کرلیا گیا، پاکستان مسلم لیگ ق اور ایم کیو ایم کے ابتدائی مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ حکومت کے پس پردہ ق لیگ، ایم کیو ایم اور جے یو آئی سے مذاکرات حتمی مراحل میں پہنچ گئے۔

ڈرون حملے رکوانے کیلئے نیٹو کی سپلائی بند کی جائے

پارلیمانی کمیٹی برائے قومی سلامتی نے کہا ہے کہ ملکی خودمختاری اور سلامتی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ حکومت ڈرون حملے رکوانے کیلئے موثر اقدامات کرے۔ حملے رکوانے کیلئے نیٹو کی سپلائی روکنا پڑے تو وہ بھی روک دے۔

پاکستان کا بیلسٹک میزائل حتف 9 نصر کا کامیاب تجربہ

پاکستان نے نئے تیار کردہ ملٹی ٹیوب بیلسٹک حتف 9 میزائل نصر کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ نصر میزائل ایٹمی ہتھیار وار ہیڈ کے ساتھ 60 کلومیٹر تک زمین سے زمین تک مار کرتے ہوئے دشمن کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

پاکستان اور آئی ایم ایف کے مذاکرات ناکام

پاکستان اور آئی ایم ایف حکام کے درمیان مذاکرات کا آخری راؤنڈ قرض کی اگلی قسط کے اجراء کا معاملہ طے ہوئے بغیر ختم ہوگیا۔ مذاکرات کا اگلا دور مئی میں ہوگا۔

گیس کی قیمت میں اضافے کیلئے درخواست

سوئی ناردرن گیس نے عالمی منڈی میں خام تیل کی قیمتوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کے باعث یکم جولائی سے گیس کی قیمتوں میں 48 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو اضافے کیلئے آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) میں درخواست دائر کردی ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 21/اپریل	
طلوع فجر	4:06
طلوع آفتاب	5:31
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	6:43

بشیر آباد ضلع حیدرآباد کی بعض مساعی

جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 25 فروری 2011ء کو جماعت احمدیہ بشیر آباد کا جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد نبی کریم ﷺ کی سیرت کے حوالے سے تقاریر ہوئیں۔ حاضری 172 افراد کی تھی۔

جلسہ یوم مصلح موعود

بیت الحمد بشیر آباد میں مورخہ 25 فروری 2011ء کو یوم مصلح موعود کے حوالے سے جلسہ ہوا۔ تلاوت، نظم کے بعد حسب موضوع تقاریر ہوئیں۔ کل حاضری 172 افراد تھی۔

جلسہ یوم مسیح موعود

مورخہ 23 مارچ 2011ء کو جماعت احمدیہ بشیر آباد کا یوم مسیح موعود کے حوالے سے جلسہ ہوا۔ تلاوت نظم کے بعد مکرم آصف احمد صاحب قائد مجلس نے حضرت مسیح موعود کی سوانح کے حوالے سے تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور سیرت کے حوالے سے حاضرین کو معلومات فراہم کیں۔ حاضری 120 افراد کی تھی۔

جلسہ یوم مسیح موعود

مورخہ 23 مارچ 2011ء کو جماعت احمدیہ شریف آباد میں اور حلقہ مبارک آباد میں الگ الگ جلسہ ہائے یوم مسیح موعود منعقد ہوئے۔ تلاوت ونظم کے بعد مقررین نے حسب موضوع تقاریر کیں۔ مکرم جاوید اقبال صاحب معلم سلسلہ شریف آباد نے حضرت مسیح موعود کی سیرت کے حوالے سے تقریر کی۔ کل حاضری 117 افراد تھی۔

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

آزمائشی شوگر کورس فری
افاقہ ہو تو مکمل علاج کرائیں۔ معلوماتی کتابچہ فری۔ ہماری کتاب "فیملی ڈاکٹر" کی مدد سے اپنا علاج خود کریں۔ ربوہ کے ہر بڑے کتب فروش سے دستیاب ہے
مظہر ہومیو و ہربل فارما و ہسپتال
www.drmazhar.com
احمد نگر ربوہ 0334-6372686:

اکسیر بلڈ پریشر
ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھیے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
(1) کورس دو ماہ -/4000 ماہانہ (2) کورس تین ماہ -/6000 ماہانہ (3) صرف تیاری ٹیسٹ ایک ماہ -/4000
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423, 0476213372

ہر علاج ناکام ہو تو انشاءاللہ
ہولز موپیتھی سے شفا ممکن ہے۔ علاج/تعلیم کیلئے
بانی ہومیو ڈاکٹر پروفیسر محمد اسلم سجاد
0334-6372030
047-6214226

W.B
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Waqar Brothers Engineering Works
Sergical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

FD-10

BETA ®
PIPES
042-5880151-5757238